ہجرت سے کامیابی تک

انقلاب کی کہانی

امام خمینیؒ کی زبانی

۱۹۷۹ء میں عظیم الشان انقلاب اسلامی ایران نے رہبر عظیم الشان امام خمینیؒ کی مثالی قیادت ورہنمائی میں کامیابی کی منزلیں طے کرلیں اور مظلوم وستم رسیدہ ایرانی عوام، مکمل آزادی واستقلال کے ماحول میں ملک وملت وترقی میں سرگرم ہوگئے اور خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکر واحسان کہ گزشتہ دودہائیوں کے دوران پرچم اسلام کے سایہ میں ایران نے عالمی سامراجی طاقتوں کی مہلک سازشوں کے باوجود جو نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں، انہیں دیکھ کر ساری دنیا حیران ہے۔

لیکن کم ہی لوگوں کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ اسلامی انقلاب کا یہ گرانقدر سرمایہ، ایرانی عوام اوران کے قائد عظیم الشان کی اہم اور گرانقدر قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ شاہی حکومت ابتدائی مرحلہ میں ہی اس انقلاب کا گلا گھونٹ دینا چاہتی تھی، اسی وجہ سے اس نے ۱۹۶۳ء میں قائد انقلاب کی گرفتاری کے بعد ایرانی عوام کے وحشیانہ قتل عام کا بازار گرم کردیا اور دوسری طرف امام خمینیؒ کو جلاء وطن کردیا تاکہ ایرانی عوام قیادت ورہنمائی سے محروم ہوجائیں اور اس طرح اسلامی انقلاب کا قصہ تمام ہوجائے لیکن باطل کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا اور دور جلاوطنی میں بھی امام خمینیؒ ایرانی عوام کی رہنمائی کرتے رہے اور انہوں نے ملک وملت کی ایسی رہنمائی کی کہ آج دنیا کا ہر صاحب علم وذی شعور انسان ان کی قیادت کا لوہا مانتا ہے۔ امام امت نے اپنی جلاوطنی کی زندگی کی داستان خود اپنی زبان سے بیان فرمائی ہے جو ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

"میں، جو واقعہ رونما ہوا، اس کی داستان مختصر لفظوں میں بیان کر رہا ہوں۔ جب لوگ ترکی سے سرزمین عراق میں داخل ہوئے اور اس کے بعد نجف اشرف پہونچے تو حکومت کی طرف سے بھیجے گئے افسران بار بار آئے اور ہم لوگوں سے یہ کہا کہ یہ عراق آپ کا ہے اور آپ لوگ جہاں رہنا چاہیں رہیں۔ ہم لوگ آپ کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ اس کے بعد عراق میں تبدیلی حکومت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور یکے بعد دیگرے حکومتیں بدلتی چلی گئیں۔ بالآخر ایک طویل مدت تک ہم لوگ ہر ممکن انقلابی سرگرمیوں میں لگے رہے لیکن دھیرے دھیرے حکومت عراق نے ہماری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا شروع کر دیں۔

پہلے مرحلہ میں ہماری حفاظت کے بہانے کچھ لوگوں کو ہماری رہائش گاہ پر تعینات کر دیا گیا۔ ان لوگوں نے جھوٹ اور بے بنیاد پروپگنڈے شروع کر دئے کہ لوگ آپ لوگوں کو قتل کرنے آئے تھے بلکہ ایک مرتبہ تو ان لوگوں نے یہ اطلاع دی کہ تقریباً پچاس لوگ آپ کو قتل کرنے آئے تھے۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں کی یہ بات سراسر جھوٹی ہے کیونکہ کسی کو خفیہ طور پر قتل کرنے کے پچاس لوگ نہیں آیا کرتے بلکہ خفیہ قاتلانہ حملے کے لئے ایک یا دو آدمی ہی کافی ہوا کرتے ہیں۔ بہر حال دھیرے دھیرے ہماری رہائش گاہ پر حفاظتی افسران کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور یہ افسران ہم لوگوں کو یہی باور کراتے رہے کہ "ہم لوگوں کو آپ کی حفاظت و سلامتی مقصود ہے۔" لیکن میں شروع ہی سے اپنے بعض دوستوں سے یہ کہا کرتا تھا کہ معاملہ حفاظت و سلامتی کا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ ہماری سرگرمیوں پر پوری اور کڑی نگاہ رکھنا چاہتے ہیں۔

دھیرے دھیرے وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ ایک بار بغداد سے ایک اعلیٰ حفاظتی افسر میرے پاس آیا۔ ویسے وہ آدمی تو مناسب تھا لیکن اس کی باتیں تکلف اور بناوٹ پر مبنی تھیں مثلاً یہ کہ آپ لوگ جو چاہیں کریں۔ ہماری طرف سے کسی قسم کی کوئی ممانعت یا رکاوٹ نہیں ہے بلکہ ہم ہر طرح کی مدد کے لئے حاضر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس اعلیٰ حفاظتی حاکم کے جانے کے کچھ دنوں بعد ایک دوسرے افسر آگئے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ صاحب پہلے افسر سے زیادہ اونچے عہدے کے حامل ہیں۔ انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران واضح لفظوں میں یہ فرمایا کہ چونکہ حکومت ایران سے ہماری حکومت کے کچھ

معاہدے ہیں اور ان معاہدوں کی وجہ سے ہم لوگ آپ کی موجودہ سرگرمیوں کو تحمل نہیں کر سکتے۔ پہلے دن اس اعلیٰ عراقی افسر نے شائد اتنا ہی کہا تھا لیکن دوسرے دن وہ دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ آپ کا کچھ لکھنا، منبر سے گفتگو کرنا اور ٹیپ ریکارڈنگ کے ذریعے ایرانی عوام تک کوئی پیغام ارسال کرنا حکومت ایران کے ساتھ ہمارے معاہدے کے خلاف ہے لہٰذا آپ کو یہ سارے کام بالکل نہ کرنا چاہئیں۔ میں نے ان سے کہا یہ میرا شرعی فریضہ ہے لہٰذا میں بیان بھی جاری کروں گا اور بوقت ضرورت منبر پر گفتگو بھی کروں گا۔ آپ لوگوں کی بھی جو ڈیوٹی ہے، وہ انجام دیجئے۔ اس کے بعد بھی عراقی افسر سے میری گفتگو جاری رہی اور آخرکار جو بات طے پائی وہ یہ تھی کہ میں کسی خاص جگہ میں دلچسپی نہیں رکھتا ہوں۔ میں اس جگہ چلا جاؤں گا جہاں لوگوں کی خدمت کر سکوں۔ میرے لئے یہ لازمی نہیں ہے کہ میں حتمی طور پر نجف میں ہی قیام پذیر رہوں۔ اس نے کہا کہ آپ جہاں جائیں گے وہاں آپ کو ان مسائل کا سامنا کرنا ہوگا یعنی آپ پر پابندی لگادی جائے گی۔ اگرچہ اس وقت میرے ذہن میں کوئی جگہ نہیں تھی اور میں نے اس سلسلے میں کبھی غور و فکر بھی نہیں کی تھی بیساختہ کہا کہ اس ملک سے باہر چلا جاؤں گا، میں پیرس چلا جاؤں گا جو ایک آزاد ملک ہے اور ایران کے دباؤ میں بھی نہیں ہے۔ میری بات سن کر وہ عراقی افسر ناراض تو ہوا لیکن بولا نہیں۔ اس وقت آقائے دعائی، جو آج سفیر ہیں، میرے ساتھ تھے اور ترجمانی کے فرائض انجادے رہے تھے۔ اسکے بعد میں نے دیکھا کہ یہ عراقی حکام، میرے دوستوں کے ساتھ بدسلوکی پر آمادہ ہیں۔ آقائے دعائی نے مجھ سے بتایا کہ وہ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ان کے ساتھ تو لوگ کچھ نہ کریں گے لیکن جو ان کے اردگرد جمع ہیں ان کی خیر نہیں ہے میں نے دعائی صاحب سے کہا کہ آپ میری خاطر جایئے اور ویزا لے آیئے۔ اس سے قبل بھی وہ چیف آف سیکورٹی کے پاس کاغذات لے گئے تھے تو اس نے یہ کہہ کر اجازت نہیں دی تھی کہ آپ مجھے ان سے بھڑانا چاہتے ہیں؟ لیکن اس بار ان لوگوں نے ملک چھوڑنے کی اجازت دے دی۔ ہم لوگ عراق سے شام جانا چاہتے تھے آخر میں یہ طے پایا کہ پہلے کویت چلا جائے اور وہاں دو ایک دن قیام کے بعد شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور اس وقت بھی میرے ذہن کے کسی گوشہ میں یہ بات نہیں تھی کہ میں فرانس چلا جاؤں۔

بہر حال یہ طے پایا کہ دوسرے روز ہم لوگ صبح صادق نمودار ہونے سے قبل رہائش گاہ پر تعینات حفاظتی افسران کی نگرانی میں عراق سے باہر نکل جائیں۔ جیسے ہی میں اپنے دروازہ سے باہر نکلا آقائے یزدی مل گئے۔ وہ اسی وقت سے میرے ساتھ ہیں۔ ہم لوگ کویت کی طرف روانہ ہو گئے۔ جیسے ہم لوگ کویت کی سرحد کے قریب پہونچے، ہم لوگوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا کچھ دیر تک وہ لوگ کویت 'ایران کے باہمی روابط کے سلسلے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ مجھے یاد نہیں کہ اس وقت کویت کے ساتھ ایران کے تعلقات تھے یا نہیں، تھوڑی دیر کے بعد اس افسر نے اطلاع دی کی آپ لوگ کویت نہیں جاسکتے ہیں۔ میں نے کہا: اس سے کہو کہ ٹھیک ہے ہم لوگ کویت نہیں جاتے البتہ ہم لوگوں کو کویت ہوائی اڈہ تک جانے کی اجازت دے دو۔ ہم لوگ وہاں سے کسی دوسرے جگہ چلے جائیں گے۔ اس نے کہا: نہیں، آپ جس جگہ سے آئے ہیں وہیں واپس جایئے۔ ہم لوگ دوبارہ عراق واپس آگئے۔ رات میں بصرہ میں رہے اور دوسرے دن بغداد چلے گئے۔ بصرہ میں ہی میں نے یہ طے کیا کہ کسی بھی اسلامی ملک میں نہ جاؤں تو بہتر ہوگا کیونکہ اسلامی ممالک میں سرگرمیوں پر رکاوٹ اور پابندی کا احتمال زیادہ تھا لہٰذا یہ طے پایا کہ ہم لوگ فرانس چلے جائیں۔ (اب مجھے یہ یاد نہیں رہ گیا کہ وہ بصرہ تھا یا بغداد) میں نے فرانس روانہ ہونے سے پہلے ایران کے نام ایک پیغام لکھا جس میں میں نے ان حالات کی وضاحت کی جن کی وجہ سے فرانس کی طرف قدم بڑھانا پڑا۔ ان لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ درحقیقت ہم لوگوں کا پیرس جانے کا ارادہ بالکل نہیں تھا لیکن ایسے مسائل پیدا ہوئے جس میں ارادہ کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بہر حال جو کچھ تھا، جو کچھ ہے اور شروع میں جو کچھ ہوا، وہ سب مشیت و ارادۂ خداوندی کے مطابق تھا۔ اب تک میں نے کوئی بھی چیز یا کوئی کام اپنی ذات کے لئے انجام نہیں دیا اور نہ ہی تم لوگوں کے لئے کسی چیز کا قائل ہوں بلکہ ہر چیز و عمل میں مرضی معبود ہی مقصود رہی ہے۔ جو کام انجام پا رہے ہیں وہ ہرگز ہمارے ذہن میں نہیں آئے تھے کہ مثلاً یہ کام اس طرح ہونا چاہئے تھا بلکہ کام خود ہو جاتا تھا اور ہم یہ دیکھتے تھے کہ وہ نتیجہ کا حامل ہے۔ ابھی جب ہم تہران آرہے تھے اور ہمارے ساتھ لوگ وزیر کی حیثیت سے موجود تھے، ملک میں لوگوں نے فوجی حکومت کا اعلان کر دیا۔ میں اس بات سے بالکل ناواقف تھا کہ فوجی حکومت کا اعلان کیوں کیا گیا ہے، بعد میں لوگوں نے مجھے بتایا۔ لیکن

میرے ذہن میں یہ آیا کہ ہم لوگوں کو اس فوجی حکومت کو توڑ دینا چاہئے۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہ اعلان کیا کہ آج ظہر کے بعد سے ملک میں فوجی حکومت نافذ ہو جائے گی۔ میں نے لکھا اور عوام نے اسے توڑ دیا اور بعد میں ہم لوگوں کی سمجھ میں آگیا کہ یہ سازش تھی اور اس فوجی حکومت کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ سڑکوں پر تعینات ہو جائیں اور ان کے مقرر کردہ افسران رات کی تاریکی میں فوجی بغاوت کے بہانے ہمیں اور آپ لوگوں کو ہلاک کر ڈالیں۔ یہ سب کچھ بھی خداوند عالم نے کیا۔ لوگوں کے ذہن میں بھی نہیں آیا تھا کہ اس فوجی حکومت کا مقصد و منصوبہ کیا تھا۔ ہم لوگوں نے تو اس خیال کے تحت اس کی مخالفت کی تھی کہ ملک میں اس طرح فوجی حکومت کا اعلان نہ کیا جانا چاہئے، اس کی مخالفت کی تھی اور لوگوں سے اپیل کی تھی کہ اس کی مخالفت کریں۔ جب لوگ پیرس میں داخل ہوئے تو وہاں موجود لوگوں اور دوستوں نے ہمارے ساتھ غیر معمولی خلوص و محبت سے کام لیا۔

پیرس میں بھی ایک جگہ تھی جس کے بارے میں میں نے کہا کہ یہ جگہ ہم لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے لہٰذا ہم لوگ قریب کے گاؤں میں چلے گئے اگرچہ وہاں بھی ڈھیر سے ڈھیرے اطراف کے لوگ جمع ہو جایا کرتے تھے۔ ابتدائی مرحلوں میں حکومت فرانس قدرے احتیاط سے کام لیا کرتی تھی لیکن بعد میں ایسا نہیں تھا بلکہ وہ لوگ ہمارے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور ہم لوگ پیرس میں اپنے مطالبات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے پوری طرح آزاد تھے۔ کبھی امریکی خبر رساں ایجنسیوں کے نمائندے ہم سے ملاقات و گفتگو کے لئے آجایا کرتے تھے اور وہ لوگ مجھ سے کہا کرتے تھے کہ یہ انٹرویو پورے امریکہ میں اور دنیا کے دیگر ملکوں میں بھی شائع و نشر کیا جائے گا۔

ہم لوگ ایرانی مسائل کو اور ایران میں رونما ہونے والے حوادث و حقائق اور ملت ایران پر گزرنے والے واقعات کو اعلانیہ بیان کیا کرتے تھے۔ ایران کے باہر آباد ایرانی نوجوانوں اور دوستوں کی ٹولیاں بھی برابر مجھ سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ وہ لوگ ہماری انقلابی سرگرمیوں میں برابر شریک رہا کرتے تھے اور اکثر مذاکرہ و اجتماع کا اہتمام بھی کیا کرتے تھے۔ آخری مرحلہ میں جب ہم لوگوں نے ایران واپس آنے کا فیصلہ کیا تو بڑی شدت سے یہ کوشش شروع کر دی گئی کہ ہم لوگ ایران جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔ البتہ اس سے پہلے بھی حکومت امریکہ اور ایرانی حکام کی جانب سے مقرر شدہ لوگوں

کی طرف سے، اس قسم کے پیغامات ملتے رہتے تھے اور بعض اوقات وہ لوگ خود ہی آجایا کرتے تھے۔ مثلاً ایک شخص میرے پاس آتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں تاجر ہوں اگر چہ ہم لوگ جانتے تھے کہ وہ سیاسی آدمی ہوا کرتا تھا، وہ گفتگو کے دوران مجھ سے یہ کہنے لگتا تھا کہ آپ ابھی ایران نہ جایئے۔ ابھی جلدی مت کیجئے۔ ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ شاہ ایران کی حمایت کرنے لگتے تھے اور جب سابق شاہ، ایران سے چلا گیا اور بختیار شاہی حکومت کی ظالمانہ راہ وروش کا وارث حقیقی بن گیا تو اس وقت بھی بڑی شدت کے ساتھ یہ کوشش کی گئی کہ میں ایران جانے کا ارادہ ملتوی کردوں۔ دنیا کے مختلف علاقوں سے میرے پاس برابر یہ پیغام پہونچنے لگے کہ ابھی آپ ایران جانے کا ارادہ نہ کیجئے۔ حکومت فرانس کے ذریعہ بھی مجھے یہ پیغام پہونچایا گیا کہ ابھی آپ ایران نہ جائیں اور اگر وہاں آپ پہونچ جائیں تو پورے ملک میں خون کی ندی بہنے لگے گی۔ بہر حال جب ان لوگوں نے مجھے ایران آنے سے روکنے کی کوشش میں تیزی اختیار کی تو مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی کہ میرے ایران جانے میں کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو لیکن ان لوگوں کا نقصان ضرور ہونے والا ہے کیونکہ اگر میرے سفر ایران سے ان لوگوں کو کوئی فائدہ ملنے والا نہ ہوتا اور ان میں اتنی طاقت ہوتی کہ ایران پہونچتے ہی یہ مجھے گرفتار کرلیں گے تو پھر یہ لوگ ایسی باتیں نہ کرتے بلکہ یہ کہتے کہ آپ ایران آجایئے۔ بہر حال ہم پیرس سے ایران کی طرف چل پڑے اور ایران آگئے۔ درحقیقت خداوند عالم ابتدائے انقلاب سے لے کر آج تک تمام مسائل میں ملت ایران کے ساتھ تھا اور ملت ایران کے ساتھ سب سے بڑی تائید و حمایت خداوندی یہ تھی کہ انہیں براہ راست مقابلے سے منصرف رہنے کی توفیق عطا کردی۔ اگر ان لوگوں نے موجودہ ملت افغانستان کی طرح براہ راست مقابلہ و ٹکراؤ کی روش اختیار کی ہوتی تو یقیناً ہم لوگوں کو بھاری جانی اور مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا اور پورے ملک میں دار و گیر اور قتل وخون کا بازار گرم ہو جاتا۔ بہر حال خداوند عالم نے ظالموں کے دل میں غیر معمولی خوف وہراس اور رعب و دبدبہ پیدا کردیا کہ براہ راست مقابلہ و صف آرائی کی نوبت ٹل گئی اور بحمد اللہ اب تک جو کچھ ہوا وہ ٹھیک ہی ہوا ہے۔ نقصان تو ہوا ہے لیکن کم ہوا ہے اور اس نقصان کے بعد ہم لوگوں کو جو چیز حاصل ہوئی ہے وہ یقیناً بہت زیادہ ہے۔